محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم

نگران اعلیٰ: حافظ ضیاء اللہ رؤف

ایڈیٹر: محمد عظیم حاصلپوری

قرآن وسنت کا ترجمان تبلیغی واصلاحی

ماہنامہ مجلہ

المحمدیہ

حاصل پور

بیادِ
حافظ عبد اللہ بہاولپوری رحمہ اللہ
مولانا عبد اللہ گورداسپوری رحمہ اللہ
حافظ عبد المنان نورپوری رحمہ اللہ

شمارہ نمبر 19

محرم 1437ھ نومبر 2015ء

- کیا ماہِ صفر منحوس ہے۔۔؟
- عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل
- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں
- نومبر 632ء، رحلت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

ناشر
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور
0301-6131916 - 0313-2501221

تعارف محمدُ رّسولُ اللّٰہ ﷺ

نام: محمد، احمد **والد:** عبداللہ **دادا:** عبدالمطلب

دادی: فاطمہ **والدہ:** آمنہ **نانا:** وہب **نانی:** برہ

ولادت: بروز سوموار ۹ ربیع الاول۔ عام الفیل ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء۔

سکونت: آپ کی جائے پیدائش مکہ معظّمہ ہے۔ چار سال قبیلہ بنوسعد میں گذارے۔ چھ سال کی عمر میں والدہ فوت ہوگئیں۔ والد آپ ﷺ کی پیدائش سے تقریباً دو مہینے پہلے فوت ہو چکے تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ کے دادا فوت ہو گئے اور پھر کفالت چچا ابوطالب نے کی۔

نکاح: پہلی شادی پچیس سال کی عمر میں کی۔ دوسری شادی پچاس سال کی عمر میں کی اس کے بعد شادی کرتے رہے۔ آپ ﷺ کی بیویوں کی کل تعداد گیارہ تھی۔

اولاد: تین بیٹے: قاسم، عبداللہ (طاہر، طیب) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم۔

چار بیٹیاں: رقیہ، زینب، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

نبوت: آپ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں غار حراء مکہ میں نبوت عطا کی گئی۔

مکی اور مدنی زندگی:

نبوت کے بعد تقریباً تیرہ سال مکہ میں گزارے پھر ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور زندگی کے بقیہ تقریباً دس سال مدینہ میں گزارے۔

رحلت: بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول ۶۳ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کی نماز جنازہ کسی امام نے نہیں پڑھائی بلکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوتے آپ ﷺ پر درود پڑھتے اور دوسرے دروازے سے نکل جاتے۔

(مسند احمد: ۲۱۰۴۷ . سندہ صحیح)

انتخاب: زبیر الرحمٰن حاصل پوری

قرآن وسنت کا ترجمان تبلیغی واصلاحی

ماہنامہ مجلہ

المحمدیہ

حاصل پور

جلد نمبر 2

شمارہ نمبر 19

محرم 1437ھ

نومبر 2015ء

نگران اعلیٰ

محترم جناب حافظ رضاء اللہ رؤف صاحب

(گوجرانوالہ)

مہتمم پبلشر

عبدالطیف خالد چیمہ

(لاہور)

چیف ایگزیکٹو

میاں شعیب انجم

چیف ایڈیٹر

مجیب الرحمٰن سیاف

سب ایڈیٹر

عبدالشکور فائق

لیگل ایڈوائزر

توقیر احمد گل

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

معاون ایڈیٹر

زاہد محمود یزدانی، قاری عثمان فاروقی

مجلس ادارت

الشیخ عبدالستار حماد حفظہ اللہ (میاں چنوں)

مولانا عبداللہ چشتی حفظہ اللہ (بہاولنگر)

مولانا عبدالقدوس (چشتیاں)

مولانا عبدالحی عابد حفظہ اللہ (ملتان)

مولانا حبیب الرحمٰن ضیاء حفظہ اللہ (وہاڑی)

مولانا غلام اللہ حفظہ اللہ (میلسی)

مولانا محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ (ملتان)

مولانا اقدس الٰہی حفظہ اللہ (لاہور)

مولانا زبیر گورداسپوری حفظہ اللہ (بورے والا)

مولانا اسماعیل عتیق حفظہ اللہ (وہاڑی)

مجلس مشاورت

حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

مولانا محمد مالک بھنڈر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

مولانا عبدالمالک مجاہد حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

مولانا رحمت اللہ شاکر حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

مولانا حافظ عمران عریف حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

پروفیسر حافظ سعید کلیروی حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)

مولانا ریاض الرحمن حفظہ اللہ (فورٹ عباس)

مولانا زاہد ارشاد حفظہ اللہ (وہاڑی)

مولانا ابوبکر طارق حفظہ اللہ (گاگومنڈی)

خط وکتابت

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر

جالندھر کالونی وہاڑی روڈ

حاصل پور ضلع بہاولپور 0301-6131916

زرتعاون

ماہانہ ..... 00 روپے

سالانہ ..... 00 روپے

رابطہ برائے پرنٹ میڈیا

ای میل، فیس بک:

Hasalpuri@gmail.com

Muhammadia.irc@gmail.com

مجلہ کو انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لیے:

Www.Muhammadia-irc.blogspot.com

سرکولیشن منیجر

دبیر الرحمٰن حاصلپوری

0313-2501221

062-2442916

نوٹ:

مجلہ المحمدیہ اپنے نام مستقل جاری کروانے کے لیے سرکولیشن منیجر کے نمبر پر کال کیجیے۔

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

خصوصی نمائندہ حاصل پور

محمد عمر اجاسل پوری

0321-7592205

0306-8917086

آئینہ مضامین

درس قرآن	کیا ماہِ صفر منحوس ہے..؟	محمد عظیم حاصل پوری	3
درس حدیث	عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	مجیب الرحمٰن سیاف	5
فقہ وفتاوی	اَحکام ومسائل	الشیخ عبداللطیف	6
حیاۃ طیبہ	نومبر 632ء، رحلت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	محمد عظیم حاصل پوری	8
سیرۃ النبی	عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں	پروفیسر عبدالرؤف ظفر	19
ردِ خرافات	ٹائنز انٹرنیشنل کمپنی کی شرعی حیثیت	ابن بشیر الحسینوی	31

فہرست نمائندگان

لاہور: مکتبہ اسلامیہ 042-37244973 گوجرانوالہ: رانا نثار احمد 0302-8649227 گوجرانوالہ: مرزا حافظ عاصم 0333-8124752 گوجرانوالہ: محمد یحییٰ طاہر 0321-7202700

صادق آباد: قاری نعیم صدیقی 03016550502 رینالہ خورد: محمد اشرف ڈوگر 0345-4100060 وزیر آباد: اسامہ اشرف 03066284139 ملتان: محمد رفیق طاہر 0321-7302283

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ 0412631204 چیچہ وطنی: ماسٹر محمد شاہد 0333-7477737 میلسی: مولانا یونس تبسم 0302-7724417 وھاڑی: عبداللہ عزیزی 0302-4962353

بہاول نگر: محمد ادریس انصاری 03016570300 ہارون آباد: محمد عمران شاکر 0301-4913321 فورٹ عباس: ریاض الرحمٰن کھچی والا: ابواسامہ ضیاء الرحمٰن 03007435242 0302-4400210

چشتیاں: قاری عثمان فاروقی مظفر آباد: میاں ضیاء الرحمٰن 03369752963 میلسی: مولانا ضیاء الرحمٰن 03007851291 0302-6256749

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس قرآن

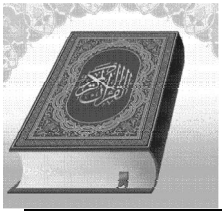

کیا ماہِ صفر منحوس ہے..؟

محمد عظیم حاصلپوری

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ التوبة:(٥١)

''آپ لوگوں کو بتادیں جو مقدر میں لکھا ہے وہی ہونے والا ہے وہ ہمارا مولا ہے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔''

ماہ صفر اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اِس مہینے کی نہ کوئی فضلیت بیان کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات جس کی وجہ سے اِس مہینے میں کسی بھی حلال اور جائز کام کو کرنے سے رُکا جائے،، جو مہینے فضلیت اور حُرمت والے ہیں اُن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سال اپنی اُسی حالت میں پلٹ گیا ہے جس میں اُس دِن تھا جب اللہ نے زمین اور آسمان بنائے تھے، سال بارہ مہینے کا ہے جن میں سے چار حُرمت والے ہیں، تین ایک ساتھ ہیں، ذو القعدہ، ذو الحج، اور مُحرم اور مُضر والا رجب جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔''

صحيح البُخاری: ٧٩١٣، ٢٦٦٤۔

دو جہانوں کے سردار ہمارے محبوب مُحمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کے بارہ مہینوں میں سے چار کے بارے میں یہ بتایا کہ وہ چار مہینے حُرمت والے ہیں یعنی اُن چار مہینوں میں لڑائی اور قتال نہیں کرنا چاہیئے، اِس کے عِلاوہ کسی بھی اور ماہ کی کوئی اور خصوصیت بیان نہیں ہوئی نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے!!!! حیرانگی کی بات ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی خبر نہ ہونے کے باوجود کچھ مہینوں کو بابرکت مانا جاتا ہے اور من گھڑت رسموں اور

عِبادت کے لیئے خاص کیا جاتا ہے اور کُچھ کے بارے میں یہ خیال کِیا جاتا کہ اُن میں کوئی خوشی والا کام، کاروبار کا آغاز، رشتہ، شادی بیاہ، یا سفر وغیرہ نہیں کرنا چاہیے، حیرانگی اِس بات کی نہیں کہ ایسے خیالات کہاں سے آئے، یہ تو معلوم ہے جِس کا ذِکر اِن شاءاللہ ابھی کروں گا، حیرانگی اِس بات کی ہے کہ جو باتیں اور عقیدے کِسی ثبوت اور سچی دلیل کے بغیر کانوں، دِلوں اور دِماغوں میں ڈالے جاتے ہیں اُنہیں تو فوراً قبول کر لیا جاتا ہے لیکن جو بات اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بتائی جاتی ہے اور پوری تحقیق کے ساتھ سچے اور ثابت شُدہ حوالہ جات کے ساتھ بتائی جاتی ہے اُسے مانتے ہوئے طرح طرح کے حیلے بہانے، منطق وفلسفہ، دِل وعقل کی کسوٹیاں اِستعمال کر کے راہ فرار تلاش کرنے کی بھرپُور کوشش کی جاتی ہے اور کچھ اِس طرح کہا لکھا جاتا ہے کہ::: اجی یہ بات دِل کو بھاتی نہیں::: کچھ ایسا ہے کہ عقل میں آتی نہیں!!!!

افسوس اُمتِ مُسلّمہ روایات میں کھوگئی
مُسلّم تھی جو بات خُرافات میں کھوگئی

اِن ہی خُرافات میں سے ماہِ صفر کو منحوس جاننا ہے۔

اسلام نے اس طرح کے تمام توہمات، خرافات اور بدشگونی کی مذمت فرمائی' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ، وَلاَ هَامَةَ وَلاَ صَفَرَ))

''نہ (کوئی) چھوت (کی بیماری) ہے، نہ ھامہ ہے، نہ پرندوں (یا کِسی بھی چیز) سے شگون لینا (کوئی حقیقت رکھتا) ہے، نہ صفر (کوئی بیماری یا نحوست والا مہینہ ہے اور نہ اِس کی کِسی اور مہینہ کے ساتھ تبدیلی) ہے۔'' البُخاری، الطب، باب ٤٤، مُسلم، ٢٢٢٠،

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْ تُطُيِّرَ لَهُ))

''بدشگونی کرنے والا یا جس کے لیے بدشگونی کی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے'' الصحيحة:(٢١٩٥)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جس کو بدشگونی نے اس کے کام سے روک دیا اس نے شرک کیا''

مسند احمد(٧٠٤٥)

درس حدیث

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

مجیب الرحمٰن سیاف

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ))

''تم محمد کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا نہ کہو ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گھڑی ٹھہرنا تمہارے ساری عمر کے اعمال سے بہتر ہے'' ابن ماجة (١٦٢)حسن

کائنات میں امام الانبیاء جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کے بعد اگر کوئی ہستیاں معزز اور صاحب شرف وکمال ہیں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام ہیں۔سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ کی قسم! جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی معرکے میں حاضر رہا ہے اور اسکے چہرے پر غبار پڑا ہے وہ تمہارے تمام (نیک) اعمال سے افضل ہے اگرچہ تمہیں نوح علیہ السلام کی عمر بھی مل جائے۔''

مسند احمد(١/ ١٨٧ (١٦٢٩)وسنده صحيح

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

''میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، گالی نہ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرتم ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔

صحيح الجامع الصغير (٣٣٨٦)

مشہور تابعی میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تین چیزوں کو (ہمیشہ کیلئے) چھوڑ دو۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا کہنا، نجومیوں کی تصدیق کرنا اور تقدیر کا انکار کرنا'' فضائل الصحابة للامام احمد بن حنبل(١/ ٦٠)(١٩) صحيح

سوال .....کیا جنازہ دیکھ کر اس کے لیے کھڑا ہونا ضروری ہے۔نیز بتائیں کہ کیا جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنے میں کچھ حرج ہے۔؟

جواب .....پہلے یہ حکم تھا کہ جنازہ آتے دیکھ کر سب لوگوں کھڑے ہو جاتے تھے۔مگر پھر اس امر میں رخصت دے دی گئی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ))

''رسول اللہ ﷺ جنازے میں ہمیں کھڑا ہونے کا حکم دیا کرتے تھے پھر اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دے دیا''

ابوداؤد، الجنائز (٣١٧٥) وابن ماجة (١٥٤٤) صحيح

نیز جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ پہلے یہ حکم تھا کہ جنازہ رکھا جانے سے پہلے کوئی مت بیٹھے لیکن پھر یہ حکم آسانی کرتے ہوئے ختم کر دیا گیا۔اب اگر کوئی پہلے بیٹھنا چاہے تو کچھ حرج نہیں۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک جنازے کو لحد میں نہ رکھ دیا جاتا پھر ایک یہودیوں کا عالم گزرا اور اس نے کہا اس طرح تو ہم کرتے ہیں تب آپ ﷺ نے بیٹھنا شروع کر دیا اور فرمایا: تم بھی بیٹھا کرو اور ان کی مخالفت کرو۔''

ابوداؤد، الجنائز، باب القيام للجنازة (٣١٧٦) حسن

سوال .....قبر پر بیٹھنے کے مسئلہ میں راہنمائی فرمائیں اور وضاحت کریں کی کیا اسطرح میت کو

کچھ نفع ہوتا ہے۔؟

جواب .....قبر پر بیٹھنے سے میت کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے متعلق کسی حدیث میں کوئی فائدہ ذکر کیا گیا ہے، بلکہ قبر پر بیٹھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔قبر پر بیٹھنا گناہ ہے۔ لیکن عام لوگ اس کا بالکل خیال نہیں رکھتے' قبر پر بیٹھ بھی جائیں گے اور کھڑے بھی ہو جائیں گے۔

کچھ اہل علم نے اس سے خاص بیٹھنا مراد لے لیا ہے' یعنی قضائے حاجت اور بول و براز کے لیے بیٹھنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔عام بیٹھنے سے منع نہیں فرمایا۔

لیکن نبی کریم ﷺ کے الفاظ عام ہیں:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَن يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَن يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَن يُّبْنٰى عَلَيْهِ أَوْ يُزَادَ عَلَيْهِ أَوْ يُكْتَبَ عَلَيْه))

''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے اور اس پر لکھ کر کتبہ لگانے سے منع فرمایا ہے''

(مسلم، الجنائز (٩٨٠) ومسند احمد(٣٣٩)(٣/ ٣٩٩)

((أَن يُّقْعَدَ عَلَيْهِ)) بیٹھنا عام ہے۔بول و براز کے لیے بیٹھے یہ بھی منع ہے۔اور ویسے بیٹھنا بھی منع ہے۔ یہ حکم آپ ﷺ کا عام ہے۔کوئی امتی اس کو خاص نہیں کر سکتا۔اگر اس کے خاص ہونے کی دلیل کتاب وسنت میں موجود نہ ہو' تو یہاں اس کی تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔بعض علماء نے أَن يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ سے قبروں کی مجاوری کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔مجاور قبروں کے اوپر تو نہیں بیٹھتے لیکن عرف میں اس کو قبر پر بیٹھنا ہی سمجھا جاتا ہے۔کسی سے پوچھیں آپ کا فلاں رشتے دار کہاں ہوتا ہے' وہ جواب دیتا ہے اس نے قبر پر ڈیرہ جما لیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی آگ کے انگارے پر بیٹھ جائے وہ اس کے کپڑے جلا دے اس کا بدن راکھ کر دے یہ اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے'' صحیح مسلم، الجنائز (٩٧١)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیاۃ طیبہ

نومبر 632ء

رحلت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

محمد عظیم حاصلپوری

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں' علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بروز منگل ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو وفات پائی اس وقت اس کی عمر چوبیس سال تھی۔ سیر أعلام النبلاء (۲/ ۱۲۱، ۱۲۲)

اور یہ نومبر کا مہینہ سن ۶۳۲ء تھی اسی مناسبت سے ہم اس ماہ نومبر میں سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

تعارف و نام و نسب

فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ' ان کا ایک نام بتول تھا، انہیں زہراء اس لیے لقب ملا کیونکہ یہ خوش شکل تھیں۔ اور اپنے والد گرامی محمد ﷺ کی ہم شکل تھیں۔ مکہ میں آپ ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں اس وقت قریش خانہ کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی عمر اس وقت پینتیس (۳۵) سال تھی۔ (طبقات ابن سعد :۸/ ۲۲)

انکی کی والدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ جنہیں زبان نبوت سے جنت کی بشارت ملی تھی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

'' جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ یہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں، انکے ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں سالن، کھانا اور پانی ہے۔ جب وہ آپ کے پاس آ جائیں تو انھیں انکے رب تعالیٰ اور میری طرف سے سلام کہیں اور اسے یہ خوشخبری دیں کہ اللہ نے ان کیلئے جنت میں جوف دار موتی سے ایک ایسا گھر تعمیر کیا

ہے جس کا اندرونی ماحول انتہائی پرسکون ہوگا۔ نہ اس میں کوئی شور وغوغا ہوگا نہ ہی تھکن کے آثار ہوں گے اور نہ ہی کسی قسم کی اکتاہٹ کا کوئی شائبہ تک ہوگا۔''

بخاری (۳۸۲۰) و مسلم (۲۴۳۲)

آپ کے بہن بھائی

آپ ﷺ کی بہنیں..... سیدہ زینب، رقیہ، اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہن۔

اور تین بھائی تھے: قاسم، عبداللہ (طیب وطاہر) اور ابراہیم رضی اللہ عنہم۔

فضائل ومناقب

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی، پھر آپ عشاء تک (نفل) نماز پڑھتے رہے، پھر جب فارغ ہوکر چلے تو میں (بھی) آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: یہ کون ہے؟ حذیفہ ہے؟ میں نے کہاں: جی ہاں، آپ نے فرمایا:

''تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔ (پھر) آپ نے فرمایا:

''بیشک یہ فرشتہ اس رات سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا، اس نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔''

جامع ترمذی، المناقب (۳۷۸۱) والسلسلة الصحيحة (۷۹۶)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب ابوجہل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔''

صحيح بخاری (۳۷۱۴) واللفظ له، صحيح مسلم (۲۴۴۹)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کی عادات واطوار، آپ کے اٹھنے بیٹھنے کی پروقار کیفیت اور سیرت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا، جب وہ نبی ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو

آپ ان کیلئے کھڑے ہوجاتے پھران کو بوسہ دے کراپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جب نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لیجاتے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کرآپ کا بوسہ دیتیں اورآپ کواپنی جگہ بٹھاتی تھیں۔

سنن الترمذی(۳۸۷۲)وسندہ حسن

عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں:

''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کلام اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا،جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی تو آپ اس کی جانب کھڑے ہوتے ،اسے بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی اپنے اباجان کا استقبال کیا کرتی تھی۔''

ابو داؤد(۵۲۱۷)ترمذی(۲۷۷۱)مستدرك حاكم(۳/ ۱۵٤) صحيح

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس اکٹھی ہوئیں،ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی غائب نہ تھی۔اتنے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی سی چال چلتے ہوئے آئیں،جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدید کہا اور فرمایا:''میری بیٹی خوش آمدید'' پھرانھیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھالیا اور رازدانہ انداز میں کوئی بات کی تو وہ رو پڑیں،پھر دوبارہ رازدانہ انداز میں بات کی تو وہ ہنس پڑیں۔جب رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو میں نے اس سے کہا:

''رسول اللہ ﷺ نے پہلے تجھ سے کوئی خاص بات کی تو رونے لگی،پھر تھوڑی دیر بعد دوسری بات کی تو ہنسنے لگی۔بیٹی میرا آپ پر حق ہے،آپ مجھے بتائیں کہ روئی اور ہنسی کیوں؟اس نے جواب دیا:''میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔''

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر کہا:''بیٹی!میرا آپ پر حق ہے،مجھے اپنے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتائیں۔''تو انہوں نے کہا:''ہاں!اب میں بتاتی ہوں۔پہلے اباجان ﷺ نے مجھے یہ بات کہی کہ جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ میرے پاس قرآن مجید کی دوہرائی کیلئے آتے ہیں لیکن اس مرتبہ دودفعہ میرے پاس آئے ہیں،یہ میری وفات کے قرب کی علامت

ہے۔تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، میں آپ کا بہتر سلف ثابت ہوں گا، میں یہ سن کر رونے لگی۔جب اباجان ﷺ نے میری گھبراہٹ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو خواتین عالم کی سردار ہوگی، یا یہ فرمایا کہ تو اس امت کی خواتین کی سردار ہوگی، تو یہ سن کر میں ہنس پڑی۔''

بخاری مع فتح الباری(٦/ ٤٦٢)مسلم، فضائل الصحابة(٢٥٠)

شادی اور رفاقت علی المرتضیٰ

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:''فاطمہ ابھی چھوٹی ہیں۔''اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رشتہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

السنن الکبریٰ للنسائی :٥/ ١٤٣ ، (٨٥٠٨)۔ ابن حبان (٦٩٤٨) صحیح

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کردوں۔''

مجمع الزوائد الهيثمی(١٥٢٠٨)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہ کا اپنے لیے رشتہ مانگا،اس موقع پر اپنی زرہ اور دیگر کچھ سامان بیچا جس سے چار سو اسی درہم حاصل ہوئے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ان میں سے ایک تہائی رقم کی خوشبو خرید لیں اور دو تہائی رقم کے کپڑے۔ مجمع الزوائد (١٥٠٣٠)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب میری شادی سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو ہمارے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال تھی جسے ہم رات کو بستر کے طور پر استعمال کرتے تھے اور دن کو ہم اسے رکھ چھوڑتے تھے، ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا۔جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی میرے ساتھ شادی کی تو اس کے ہمراہ ایک چادر ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی۔ایک چکی،ایک مشکیزہ اور دو گھڑے میرے گھر بھیجے۔چکی چلانے سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاتھ پر نشان پڑ گیا تھا۔مشکیزے سے اس نے پانی ڈھویا جس سے اس کے گلے پر نشان پڑ گیا تھا،اس نے گھر استوار کیا جس سے اسکے کپڑے غبار آلود ہوگئے۔ہنڈیا تلے وہ آگ جلاتی جس سے اسکے کپڑے میلے ہوجاتے۔''

أحكام النساء، لابن الجوزی(١٢٤)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،کہتی ہیں:

جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شادی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچی تو اس گھر میں ریت بچھی دکھائی دے رہی تھی۔ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی،ایک مٹکا اور ایک کوزہ پڑا ہوا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آرہا ہوں،نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا:''بھائی کہاں ہے؟''اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں،انھوں نے کہا:''یارسول اللہ!کیا یہ آپ کا بھائی ہے؟جبکہ آپ کی بیٹی اس کی بیوی ہے۔''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات کا نظام قائم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا،فرمایا:''اے ام ایمن ایسا ہوسکتا ہے۔''سیدا سماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کچھ پڑھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے اور چہرے پر پانی ملا،پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا۔وہ چادر میں لپٹی شرماتی اور لڑکھڑاتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔آپ نے ان پر بھی پانی کے چھینٹے مارے،پھر ارشاد فرمایا:''بیٹا مجھے خاندان میں جس کے ساتھ سب سے زیادہ پیار تھا،میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کے پیچھے سایہ دیکھا اور پوچھا:''یہ کون ہے؟''اس نے کہا:''اسماء''آپ نے فرمایا:''اسماء بنت عمیس؟''اس نے کہا:ہاں،یارسول اللہ!آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کیا تم اللہ کے رسول کی عزت واحترام کی خاطر اس کی بیٹی کے پاس آئی ہو؟اسنے کہا:''ہاں!یارسول اللہ جب کوئی دوشیزہ

شادی کے بعد اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے تو اس کے ساتھ کوئی قریبی خاتون ہونی چاہیے، تاکہ اگر نو بیاہتا کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اس اپنی قریبی خاتون سے کہہ سکتی ہے۔'' اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا کی جو میرے لیے سرمایہ حیات ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اچھا دونوں میاں بیوی خوش رہو، آباد رہو، دلشاد ہو، پھر آپ گھر سے باہر نکل گئے اور مسلسل دونوں کیلئے دعائیں کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ اپنے حجروں تک پہنچ گئے۔''

مجمع الزوائد الهيثمی (١٥٢١٦)

رسول اللہ ﷺ اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو زیادہ دیر تک اپنے سے دور نہ رکھ سکے۔ آپ ﷺ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گھر بدل کر اسے اپنے پڑوس میں لے آئیں۔ آپ ﷺ کے پڑوس میں حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر تھے، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا گھر بدل کر اسے اپنے پڑوس میں لانا چاہتے ہیں، میرے گھر بنونجار کے گھروں میں سب سے زیادہ آپ کے قریب ہیں، میں اور میرا مال اللہ اور اسکے رسول کا ہے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ جو میرا مال قبول کرلیتے ہیں وہ مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے اس مال سے جسے آپ چھوڑ دیتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''آپ نے سچ کہا، اللہ تجھے برکت سے نوازے۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنے پڑوس میں سیدنا حارثہ بن النعمان کے گھر میں رہائش مہیا کردی۔'' صور من حياة الصحابيات (ص: ٤٠)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد:

تین بیٹے: حسن وحسین اور محسن رضی اللہ عنہم (محسن بچپن میں انتقال کر گئے تھے) اور تین بیٹیاں: زینب، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن

سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے مختصر فضائل

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَأَنَّ الحَسَنَ وَالحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الجَنَّةِ))

''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔''

ترمذی، المناقب (۳۷۸۱) صحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما بھی تھے ایک کندھے پر ایک اور دوسرے کندھے پر دوسرے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک کو بوسہ دیتے اور کبھی دوسرے کو اسی طرح چلتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب آ گئے ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔''

مسند احمد (۹۶۷۳) صحیح، و الحاکم: (۴۷۷۷)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت عرض کر چکا تو پوچھا: یہ کیا چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لپیٹ رکھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پہلوؤں میں تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب بنا لے اور ہر اس شخص کو محبوب بنا لے جو ان دونوں سے محبت کرے۔ ترمذی، المناقب (۳۷۶۹) حسن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں گئے تو حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کود کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر چڑھ گئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہیں اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آہستہ سے پکڑ لیا اور انہیں زمین پر اتار دیا اور ساری نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سجدے میں جاتے تو یہ دونوں ایسا ہی کرتے، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے اور انہیں اپنی ران پر بٹھالیا میں کھڑا ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان دونوں کو چھوڑ آؤں؟ اسی لمحے ایک روشنی کوندی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا اپنی امی کے پاس چلے جاؤ اور وہ روشنی اس وقت تک رہی جب تک وہ اپنے گھر میں داخل نہ ہوگئے'' مسند احمد (۱۰۶۵۹) حسن

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹوں میں کپڑے تقسیم کیے ان میں ایسے کپڑے نہ تھے جو سیدین حسنین شریفین کے لائق ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن قاصد بھیجا وہاں سے کپڑے منگوائے گئے اور سیدین کو پہنائے گئے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''اب میرا دل خوش ہوا ہے'' سیر اعلام النبلاء: (٤/ ٣٥١)، تاریخ دمشق: (١٤/ ١٧٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ ہی میں نے آپ سے کوئی بات کی یہاں تک کہ ہم بنی قینقاع کے بازار میں آ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ۔ تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لئے اور ان کو خوشبو لگانے کے لئے روک رکھا ہے لیکن تھوڑی سی دیر کے بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں تک کہ وہ دونوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو

بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔''

مسلم، فضائل الصحابة رضی الله تعالی عنهم، (٢٤٢١)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر فرماتے اے اللہ ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پر بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پر بٹھا کر ان دونوں کو ملا کر فرمایا کرتے تھے

((اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا))

''اے اللہ ان دونوں پر رحم فرما کہ میں بھی ان پر مہربان ہوں۔''

بخاری، الأدب، باب وضع الصبی علی الفخذ (٦٠٠٣)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔''

السلسلة الصحيحة (٤٠٠٣)

حضرت سعید بن راشد سے مروی ہے کہ یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت طعام کے لئے نکلے۔ حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (حضرت حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ہنساتے رہے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر کے اوپر رکھا، بوسہ لیا اور فرمایا:

((حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ))

''حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔'' (یعنی حسین رضی اللہ عنہ میری اولاد سے ہیں اور میں ان کے آباء سے ہوں۔) ابن ماجة (١٤٤) حسن

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔ میں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسین شہید ہوگئے ہیں) انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہوگئیں۔ تاریخ دمشق (١٤/ ٢٢٩) حسن

حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ (عمران بن ملحان تیمی بصری) بیان کرتے ہیں کہ:

((لَاتَسُبُّوا عَلِيًّا وَلَا اَحَدًامِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ))

''حضرت علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت میں سے کسی کو بھی برا نہ کہو۔''

کیونکہ ہمارا ایک ہمسایہ ''بلهجيم قبيله'' کا آدمی تھا اس نے کہا کیا نعوذ باللہ تم نے حسین بن علی فاسق کو نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس کو مارا ہے ابو رجاء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھوں پر دوستارے پھینکے اور اسے اندھا کر دیا۔

مجمع الزوائد (٩/ ١٩٦) والطرانی فی الکبیر (٣/ ١١٢) اسناده صحیح

رحلت اور غسل

معاشرے میں یہ بات عام ہے کہ عورت کی وفات کے بعد اس کا شوہر اس کو نہ چھو سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے کیوں کہ فوتیدگی کے ساتھ ہی ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے جب کہ یہ ساری باتیں خود ساختہ ہیں شریعت میں اس طرح کا کوئی بھی تصور اور پابندی نہیں۔

بلکہ اسلام نے تو بیوی کی وفات پر سب سے زیادہ غسل دینے کا مستحق اس کے میاں یعنی شوہر کو سمجھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ: ''عورت کو غسل دینے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق اس کا شوہر ہے۔'' مصنف عبدالرزاق (٦١٦٤)

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا: ''اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تمہیں غسل دوں گا۔'' صحیح ابن ماجة (١١٩٧) والدارمی (١/ ٣٧) حسن

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں حضرت

علی رضی اللہ عنہ غسل دیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں غسل دیا تھا۔

دار قطنی (۲/ ۷۹) والبیھقی (۳/ ۳۹٦) حسن

ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غسل کی وصیت کی تھی کہ مجھے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ غسل دیں ۔(سنن دار قطنی :۷۹/۲)

علاوہ ازیں اگر بیوی مسنون غسل جانتی ہے تو وہ بھی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یہاں ہمارا مقصود رخصت ہے فرض نہیں اگر کوئی اور غسل دے دے تو بھی درست ہے لیکن وہ صاحب علم وتقویٰ ہو تو بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا۔

مؤطا امام مالك، الجنائز، باب غسل الميت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''اگر مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا کہ جس کا مجھے تاخیر سے علم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہی غسل دیتیں'' سنن أبی داؤد، الجنائز (۳۱٤۱) صحیح

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں۔یعنی آپ کے جانے کے چھ ماہ بعد۔ستائیس سال کی عمر میں ۱۱ھ بروز منگل ماہ رمضان میں۔ بخاری (۳۰۹۳) وحاکم (۱٦۲/۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

پروفیسر عبدالرؤف ظفر چیئرمین شعبہ اسلامیات سرگودھا یونیورسٹی

آج کا انسان بے شمار مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ یہ مسائل معاشی، سیاسی اور اخلاقی بھی ہیں۔ کہیں انفرادی مسائل ہیں تو کہیں اجتماعی، قومی بھی اور بین الاقوامی بھی۔ آخر ان مسائل کا کوئی حل بھی ہے؟ یقیناً عصرِ جدید کے ان تمام مسائل کا حل سیرتِ طیبہ میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ مقدسہ ایک مکمل دستورِ حیات ہے۔ اسی لیے فرمایا گیا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الأحزاب:١٢)

''تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے''۔

اس دستورِ حیات میں عصرِ حاضر کے طور اطوار کی اصلاح موجود ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور کا انسان ستاروں پر کمند اور چاند پر اپنا قدم جمانے کے باوجود گوناگوں مسائل میں گھرا ہوا ہے۔ معاشی اور معاشرتی مسائل میں: بڑھتی ہوئی آبادی، غربت، ناخواندگی و جہالت، بیروزگاری، بیماری، مہنگائی، معاشی بدحالی اور معاشی ناہمواریاں قابل ذکر ہیں۔ طبقاتی کشمکش، نسلی امتیاز، آزادیٔ نسواں کا مسئلہ، عائلی نظام میں شکست وریخت کا عمل، منشیات کا استعمال، شراب نوشی، لاقانونیت، ناجائز ذرائع سے دولت کمانے کا جنون، مذہب سے دوری ومعاشرتی بے راہ روی، الحاد ودہریت، معاشرتی بدحالی وبدامنی، بین الاقوامی بدنظمی، بے حیائی اور مغرب کی اندھی تقلید قابلِ توجہ مسائل ہیں۔ جن میں سے چند مسائل کو زیرِ بحث لایا جائے گا۔

(۱) آبادی میں اضافہ:..... جدید دور کا سب سے اہم مسئلہ بڑھتی ہوئی آبادی ہے جو پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک کی سماجی، اقتصادی اور عوامی فلاح وبہبود میں رکاوٹ پیدا کررہا ہے۔ تیسری دنیا میں اب اس اضافہ کی شرح تین فیصد سالانہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہر سال تقریباً ۷۵ ملین افراد کا

اضافہ ہورہا ہے۔ روزگار اور بہتر معیارِ زندگی کے لیے شہروں کی طرف نقل مکانی کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ۲۰۳۰ء تک شہری اور دیہی آبادی میں تناسب بالکل بدل جائے گا۔ سیرتِ طیبہ میں جب ہم آبادی کے مسئلہ کا حل دیکھتے ہیں تو یہ سبق ملتا ہے کہ اولاد کو اس اندیشہ سے قتل نہ کیا جائے کہ وہ رزق میں حصہ دار بن جائیں گے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُم إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئاً كَبِيراً﴾ (الإسراء: ٣١)

''اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی اور آپ کو بھی رزق دیتے ہیں۔ ان کا قتل بہت کبیرہ گناہ ہے''۔

اسلام آبادی میں اضافہ کا حقیقی حل اضافہ پیداوار کی شکل میں تجویز کرتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ﴾

''ہم نے تم کو زمین میں قدرت دی اور اس میں تمہارے وسائلِ معیشت بنائے''۔

(الأعراف:١٠)

مخلوق انسانی رحمت ہے اگر انہیں صحیح سمت لگایا جائے تو آبادی کا اضافہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ "Man Power" کے طور پر انسانی ترقی کے لیے نفع بخش ہوسکتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں زمین ہی انسان کا مسکن ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِيْنٍ﴾ (البقرة: ٣٦)

''آپ کے لیے زمین میں ٹھہرنا ہے اور کچھ وقت کے لیے فائدہ اٹھانا ہے''۔

اور رزق مہیا کرنا اللہ کے ذمے ہے۔

﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (الزخرف:٣٢)

''ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت کو تقسیم کردیا ہے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ سِوَا هٰذِهِ الْخِصَالِ: بَيْتٌ يَسْكُنُهُ، وَثَوْبٌ

يُوَارِيْ عَوْرَتَهُ، وجِلَف خُبْزٍ، والماء)) (السنن للترمذي:٢٢٧٥)
''انسان کے لیے ان چیزوں کے علاوہ کوئی حق نہیں ہے: گھر جس میں وہ رہتا ہے، کپڑا جس سے اپنا بدن چھپاتا ہے، روٹی کے چند ٹکڑے اور پانی۔''

قال الترمذي: حديث حسن صحيح وصححه الحاكم ووافقه الذهبي وأقرهما المناوي . وقال: الألباني في السلسلة الضعيفه والموضوعة: ٣/ ١٧٥ «منكر».

ان آیات وحدیث کے حوالے سے انسانی آبادی میں اضافہ اس وقت باعث تشویش ہوگا جب لوگ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے تقدیر کے منتظر ہوں گے وگرنہ وسائل بہت زیادہ موجود ہیں۔

(۲) ناخواندگی اور جہالت..... جہالت کا خاتمہ اور تعلیم کا فروغ عصرِ حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے کیونکہ عالمِ اسلام سائنسی میدان اور تعلیم کی دنیا میں اقوام عالم سے بہت پیچھے ہے۔ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ہم علم کی روشنی میں ناخواندگی کو کیسے تبدیل کریں؟ تاکہ ہم بھی مغربی اقوام کی طرح ترقی کی منازل طے کرسکیں۔ پہلی وحی کے الفاظ سے ہی علم کی اہمیت کا پتا چلتا ہے پھر سورۃ قلم میں اللہ تعالیٰ نے قلم اور لکھنے کی قسم کھائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فروغِ تعلیم کے متعلق ارشاد فرمایا:

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)) (ابن ماجة: ٢٢٤)
''طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کا طلبِ علم کا انداز قرآن نے یوں بیان کیا ہے:

﴿قُل رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْماً﴾ (طه: ١١٤)
''کہہ دیجیے، اے میرے رب! مجھے زیادہ علم عنایت فرما''۔

اہلِ علم کو اللہ کے ہاں زیادہ عزت دے کر اہلِ علم کی برتری کا اظہار قرآن میں اس طرح ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِيْ الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر: ٩)
''کہہ دیجیے، کیا علم رکھنے والے اور علم نہ رکھنے والے برابر ہوسکتے ہیں۔''

علم سے ہی اللہ کے قانون اور ضابطے کی صحیح پہچان ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ﴾ (فاطر: ۲۸)

''اللہ سے اس کے بندے علماء ہی ڈرتے ہیں''۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) (الخاري: ۵۰۲۷)

''آپ میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے''۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا))

''مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا''۔(ابن ماجة: ۲۲۹)

اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں، دارِارقم اور شعبِ ابی طالب میں بھی یہ سلسلہ قائم رکھا۔ مکہ سے عقبہ ثانیہ کے بعد حضرت مصعب بن عمیر کو معلم بنا کر روانہ فرمایا کہ وہ قرآن مجید کی تعلیم دیں۔ مدینہ میں مسجدِ نبوی کے اندر صفہ کی درسگاہ تھی۔

(۳) جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام.....عصرِ جدید کا ایک اہم مسئلہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ یہ طبقہ سیاست اور ملکی وسائل پر قابض ہے۔ غریب محنت کش اور مزدور پیٹ بھر کر روٹی کے لیے بھی محتاج ہے۔ اس سرمایہ دارانہ نظام اور جاگیردارانہ نظام نے تمام دنیا کو شکنجے میں قابو کر رکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی اس میں سرمایہ داری کی کوئی گنجائش نہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾

''ان کے اموال سے زکاۃ لیں''۔ (التوبة: ۱۰۳)

اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو حکم ہے کہ امراء سے جبراً زکات وصول کریں۔

رسول اکرم ﷺ نے کسبِ حلال کا حکم دیا۔ سود کی ممانعت فرمائی۔ جوئے اور سٹے کو حرام قرار دیا۔ ذخیرہ اندوزی، ناپ تول میں کمی، ناجائز منافع خوری کو حرام قرار دیا۔ رزقِ حلال کمانے کی ترغیب قرآن نے یوں دی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ (البقرة: ١٦٨)

''اے لوگو! زمین میں جو حلال و پاکیزہ ہے اسی سے کھاؤ اور شیطان کے نشانات کے پیچھے نہ چلو وہ تمہارا واضح دشمن ہے''۔

اور وہ تمام راستے اسلام نے بند کر دیے ہیں جو ناجائز ذرائع آمدن ہیں، ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران: ١٣٠)

''اے ایمان والو! کئی گنا کر کے سود نہ کھاؤ، اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاجاؤ''۔

(۴) **غربت**..... عصرِ جدید کا ایک سنگین مسئلہ غربت بھی ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک نے تجارتی اور اقتصادی میدان میں اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے، جس کی وجہ سے پسماندہ ممالک اقتصادی طور پر کمزور ہو گئے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک نہ تو پسماندہ ممالک کی اشیاء خریدتے ہیں اور نہ دلی طور پر ان کی معاشی ترقی چاہتے ہیں۔ اقتصادی و سودی نظام کی پابندیوں سے ان کی معاشی حالت مزید خراب ہوتی جا رہی ہے جبکہ ترقی یافتہ ممالک آپس میں ہی تجارت کو فروغ دیتے ہیں۔ سیرت نبوی ﷺ نے ایک فلاحی ریاست کی بنیاد رکھی۔ زکات صدقات کے نظام کے ذریعے سے غربت کا خاتمہ کیا گیا اور معاشی طور پر ایک دوسرے کی مدد کو رواداری اور اخوت کا نام دیا۔ اللہ نے امراء سے زکات وصول کرنے کا نبی ﷺ کو حکم دیا:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ ''ان کے اموال سے زکاۃ لیں''۔ (التوبة: ١٠٣)

سود کو اللہ نے اپنے اور رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا ہے کیونکہ غربت کی ایک وجہ سودی لین دین بھی ہے، اسی لیے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

''اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر

واقعی تم ایمان لائے ہو، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے''۔ (البقرۃ:۲۷۹، ۲۷۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلرِّبَا سَبْعُوْنَ حُوْبًا، أَيْسَرُهَا أَنْ يَنْكِحَ الرَّجُلُ أُمَّهُ)) (ابن ماجة: ٢٢٧٤)

''سود کی ۷۰ سے زائد اقسام ہیں؛ کم ترین یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے نکاح کرے''

رسول اللہ ﷺ نے جب سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا تو ساتھ ہی فرمادیا:

''میں سب سے پہلے اپنے چچا 'عباس' کا سود معاف کرتا ہوں''۔ (خطبۃ حجۃ الوداع: ۹۷۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

((اِقْسِمِ الْمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْفَرَائِضِ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ))

''اہلِ فرائض میں کتاب اللہ کے مطابق مال تقسیم کرو''۔ (أبو داؤد: ٢٨٩٨)

اسلامی معاشرے میں گردشِ دولت کو ہی معاشرتی زندگی قرار دیا ہے۔

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ﴾ (الحشر: ۷)

''تمہاری دولت صرف غنی لوگوں میں ہی گردش نہ کرتی رہے''۔

اسی طرح اہلِ ایمان کی نشانی بتائی کہ وہ اپنی ضرورت پر بھی ترجیح دیتے ہیں:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الحشر: ۹)

''وہ اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود ضرورت ہو۔ جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو یہی لوگ کامیاب ہیں''۔

﴿وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِّي رِزْقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُونَ﴾

''وہ ذات جس نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی۔ وہ لوگ جو فضیلت دیے گئے کہ وہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو نہیں دیتے کہ وہ برابر ہو جائیں گے۔ کیا وہ اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں؟'' (النحل: ۷۱)

(۵) آزادیِ نسواں.....موجودہ تہذیب کا ایک نعرہ عورت کی آزادی، مساوات اور ترقی کا ہے۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام نے عورت کے ان پہلوؤں کو نظر انداز کر کے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے اور مغرب میں مساواتِ مرد و زن اور ترقی نسواں کے فریب میں عورت کو گرفتار کر کے اسے زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے برابر بلکہ ان سے بھی آگے نکال دیا ہے اب وہ صرف نائٹ کلبوں کی زینت ہی نہیں بلکہ مردوں کی ہوس کا سامان بننے کے لیے پرسنل سیکرٹری، ٹائپسٹ کے قدرے شائستہ روپ سے بڑھ کر ائیر ہوسٹس اور فوٹو گرافر تک نظر آتی ہیں۔ اشتہار بازی کے لیے بھی عورت کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سے معاشرے میں سکون کی بجائے ذہنی پریشانی اور نفرت کا دور دورہ ہے۔ حالانکہ اسلام نے بحیثیت انسان مرد و عورت کو برابر قرار دیا ہے۔ عقائد کے لحاظ سے بھی دونوں میں مساوات ہے نیکی اور بدی کے بدلے کے لحاظ سے دونوں یکساں ہیں۔ جرائم کی سزا کے لحاظ سے بھی دونوں میں مساوات ہے۔ ملکیت رکھنے کے لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی ملکیت میں تصرف کی اجازت ہے۔ اسلام مرد و عورت میں فطری صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کی وجہ سے ذمہ داریوں کے لحاظ سے فرق سمجھتا ہے۔ گھر کے باہر کے تمام کام مرد کے ذمہ ہیں۔ نسل کی پرورش عورت کی ذمہ داری ہے گھر کے اندرونی معاملات کی عورت ذمہ دار ہے جہاں تک عورت کی آزادی کا تعلق ہے تو پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں بھی عورت کو اپنی بات کہنے کی آزادی تھی چنانچہ قرآن کریم نے حضرت خولہ بنت ثعلبہ کے واقعہ کو واضح طور پر بیان کیا۔

(نعیم صدیقی، عورت معرض کشمکش میں (ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور): ۱۲۰، ۱۲۱)

ارشادِ ربانی ہے:

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾ (المجادلة:١)

''اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے، اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اسماء حاضرِ خدمت ہوئیں اور مندرجہ ذیل تقریر کی:

''رسولِ خدا ﷺ پر میرے ماں باپ قربان! میں مسلمان عورتوں کی طرف سے یہ پیغام لے کر آئی ہوں کہ اللہ نے آپ ﷺ کو مرد وزن کی ہدایت کے لیے بھیجا۔ ہم سب آپ ﷺ کے متبع ہیں اور آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں مگر ہم میں اور مردوں میں بڑا فرق ہے۔ ہم گھروں میں محصور ہیں، ہم آپ لوگوں کی اولاد کو پالتی ہیں اور تم لوگ مرد ہو، نمازِ جمعہ اور نمازِ جنازہ میں شرکت کرتے ہو۔ حج کرتے ہو اور سب سے زیادہ یہ کہ راہِ خدا میں جہاد کرتے ہو۔ ہم ان تمام معاملات میں تم لوگوں کے ساتھ نہیں ہیں۔ تمہارے مال کی حفاظت کرتے ہیں، لباس کے لیے چرخہ کاتتے ہیں تو کیا ہم اجر وثواب میں تمہارے ساتھ شریک نہ ہوں گے؟

ان کی تقریر سن کر حضور ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم لوگوں نے مذہب کے بارے میں کبھی کسی عورت سے ایسی گفتگو سنی؟'' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمیں تو کبھی اس بات کا خیال تک نہ آیا کہ کوئی عورت ایسا سوال کر سکتی ہے! حضور ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی رضامندی، فرمانبرداری اور موافقت کرتی ہے اور زوجیت کے فرائض ادا کرتی ہے تو اسے بھی مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔''

(پروفیسر عاصمہ فرحت، سیرتِ نبوی میں عورت کا کردار (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور ١٩٩٦) ١٠٥، ١٠٦)

(٦) مذہبی تعصب، بدامنی اور بین الاقوامی بدنظمی..... بعثت نبوی ﷺ کے وقت امنِ

عالم کی حالت ناگفتہ بہ تھی اس وقت کی دو متمدن سلطنتیں، روم اور فارس، آپس میں برسرِ پیکار تھیں۔ بڑی طاقتوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے پورا عالمی امن تباہ تھا۔ دولت چند ہاتھوں میں مرتکز تھی۔ معاشرہ میں طبقاتی کشمکش تھی۔ مختلف مذاہب کے پیروکار مذہبی تعصب اور فرقہ پرستی کے رجحانات رکھتے تھے۔ ہر طرف پریشانی کا عالم تھا۔ قرآن مجید نے اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ (الروم: ٤١)

''خشکی و تری میں فساد لوگوں کے (برے) اعمال کی وجہ سے ہے۔''

چنانچہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آچکی، اللہ اس کے ذریعے ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا اور اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے''۔ (المائدۃ: ١٦، ١٥)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے مذہبی تعصب کو ختم کرنے کے لیے توحید کی دعوت دی جو کہ تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت تھی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلَمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ٦٤)

''اے الہامی کتاب کو ماننے والو! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم خدا کو چھوڑ کر اپنے ہی میں سے کسی کو رب نہ بنالیں۔ اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو اسا پر سرِ تسلیم خم کر چکے''۔

اسی طرح پیغمبر ﷺ نے دیگر تمام معاملات جن کے اندر اختلاف اور برتری کا جذبہ تھا اس کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی، چنانچہ یہ ارشاد ہوا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ

لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

''اے انسانو! ہم نے تمہیں ایک مرد، ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں محض اس لیے بانٹا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ خدا کے نزدیک تم میں سب سے معزز تو وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور خداترس ہو''۔

(۷) **دہشت گردی**.....قبل از اسلام عرب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ بات بات پر جھگڑنا ان کا قومی شعار بن چکا تھا۔ پھر قبائلی رقابت اور نسلی تفاخر ان جھگڑوں کو مستقل جنگوں کی شکل میں تبدیل کر دیتے تھے۔ اس کے علاوہ ان میں ثار کا عقیدہ راسخ ہو چکا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ جب تک مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جاتا تو اس کی روح پرندے کی شکل اختیار کر کے مسلسل چیخ و پکار کرتی رہتی ہے کہ 'میں پیاسی ہوں' اور یہ پیاس صرف قاتل یا اس کے قبیلے کے کسی فرد کا خون بہانے سے ہی بجھ سکتی ہے۔ اس عقیدے کے تحت اگر قبائل میں جنگ چھڑ جاتی تو بعض اوقات صدیوں تک جاری رہتی تھی۔ دنیا سے فتنہ وفساد ختم کر کے اللہ کا دین قائم کرنے کی ذمہ داری ہی حقیقتاً وہ مقصد تھا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو دنیا ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے اس عالمی دہشت گردی کو بڑے منظم انداز میں کنٹرول کیا۔ بسا اوقات ایسے اقدامات اٹھائے جس میں بظاہر تو اپنا نقصان معلوم ہوتا تھا لیکن اس کے نتائج بڑے اچھے انداز میں ظاہر ہوئے۔

(مولانا عبدالرحمٰن کیلانی، رسول اکرم بحیثیت سپہ سالار (مکتبہ دارالسلام وسن پورہ لاہور) ۴۱ تا ۴۴)

(۸) **شراب نوشی**:.....شراب کا عرب میں اس قدر رواج تھا کہ ہر مرد اس میں مبتلا رہتا تھا اور بچے اور عورتیں شراب پلانے پر مامور ہوتے، شراب خانے ممتاز مقامات پر سارا وقت کھلے رہتے اور نشان کے لیے وہاں جھنڈے اڑتے رہتے تھے۔ شراب کی حرمت جس تدریج سے نازل ہوئی اسی سے اندازہ ہوگا کہ تمام ملک کس قدر اس میں مبتلا تھا اور جب تک کنایہ اور اشارہ سے گذر کر صاف صاف ممانعت نہیں کر دی گئی لوگ سمجھ ہی نہ سکے۔ سورۃ بقرۃ میں ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾

''وہ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں، کہیے کہ ان دونوں کاموں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں''۔ (البقرۃ: ۲۱۹)

ایک دفعہ صحابی نماز میں امامت کرتے ہوئے الفاظ غلط پڑھ گئے تو سورۃ نساء میں نشے کی حالت میں نماز کی ممانعت کی گئی ہے:

﴿لاَ تَقْرَبُواْ الصَّلاَةَ وَأَنتُمْ سُكَارَى﴾ (النساء: ٤٣)

''نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ آؤ'

اس بناء پر اذان کے ساتھ ساتھ منادی کردی جاتی کہ شراب کی حالت میں کوئی نماز میں شرکت نہ کرے پھر بھی لوگوں نے شراب پینے سے ہاتھ نہ کھینچا اور نماز کے بعد شراب پیتے رہے پھر یہ ہوا کہ چند انصار اور مہاجروں میں شراب کی حالت میں معمولی سی جھڑپ سے سخت لڑائی شروع ہوگئی اس کے بعد سورۃ مائدۃ میں شراب نوشی حرام کردی گئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنصَابُ وَالأَزْلاَمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (المائدۃ: ۹۰)

''اے ایمان والو! یہ شراب، جوا، آستانے اور پانسے سب گندے شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاسکو''۔

فوراً لوگوں نے اپنے پیالے اور شراب کے برتن توڑ ڈالے اور شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہادی گئی اور یوں امت نے شراب کو خیر باد کہا۔

(عبدالمجید، آخری نبی ﷺ اور ان کی تعلیمات (فضل سنز اردو بازار کراچی): ۴۲۳)

تاریخ عالم کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شراب نے ہمیشہ ہی انسانیت کو نقصان پہنچایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دورِ جاہلیت میں بھی اس 'ام الخبائث' کو کبھی ہاتھ نہ لگایا، اب بھی رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق اس سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔

(۹) کفر والحاد:.....عرب جاہلیت کی معاشرتی وسیاسی روایات سے متعلق اسلام نے کیا طرزِ عمل

اختیار کیا اس رجحان و رویہ کا اندازہ لگانے کے لیے احادیثِ طیبہ بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی احادیثِ طیبہ کا بغور جائزہ لیں تو دونوں طرح کا طرزِ عمل سامنے آتا ہے یعنی بعض چیزوں کو بالکل مسترد کر دیا گیا اور اس معاشرے میں جو خیر کے پہلو تھے ان کو قبول کرنے میں کوئی تعامل نہیں کیا بلکہ وہ اشخاص جو زمانہ جاہلیت میں عزت واحترام رکھتے تھے، اسلام لائے اور آنحضرت ﷺ نے انہیں اسی قدر و منزلت سے سرفراز فرمایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا))

''لوگوں میں جاہلیت میں جو بہتر تھے اسلام میں بھی بہتر ہیں، اگر دین کی سمجھ حاصل کریں''۔(البخاري: ٨/ ١٤٢)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

((يُعْمَلُ فِي الْإِسْلَامِ بِفَضَائِلِ الْجَاهِلِيَّةِ)) (مسند أحمد: ٣/ ٤٢٥)

''دورِ جاہلیت میں جو اخلاقی فضائل موجود تھے دورِ اسلام میں بھی ان پر عمل جاری رہے گا''۔

جو چیزیں بُری تھیں ان کو آپ ﷺ نے ختم فرما دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

'' (زمانہ) جاہلیت میں نکاح چار قسم کا ہوتا تھا لیکن جب محمد ﷺ حق کے ساتھ بھیجے گئے تو انہوں نے آج کل کے نکاح کے علاوہ جاہلیت کے زمانے کے تمام نکاحوں کو ختم کر دیا''۔

(محمد بن اسماعیل، بخاری، الجامع الصحیح:١/٨، (مطبوعہ دھلی ١٩٣٨ء)

اسلام کے مخاطبین صرف عرب لوگ نہ تھے بلکہ وہ تمام نسلِ انسانی کو مخاطب کرتا ہے۔ وہ جغرافیائی حدود سے بالاتر ہے۔ اسی طرح پیغمبرِ اسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ (الأنبياء: ١٠٧)

ان تمام حقائق نے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کا مطالعہ اور اس پر عمل انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اصلاح کا باعث ہے اور دنیا کے تمام مسائل کا حل ہے۔

(بالاختصار: از مقالات سیرت 2000ء)

دوسری قسط

علماء اہل حدیث ورلڈ اپ گروپ میں علمی مذاکرہ

ٹائنز انٹرنیشنل کمپنی کی شرعی حیثیت

جمع وترتیب.....ابن بشیر الحسینوی (رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل سٹی قصور)

اس کی تباہ کن پالیسیوں کو دیکھتے ہوئے حکومت پاکستان نے اس پر پابندی عائد کردی، یہ لوگ تو بوریا بستر گول کر گئے، لیکن اس کے بعد ہاسٹل کے وہ طالب علم جو نئے نئے ممبر بنے تھے' انہوں نے ان طالب علموں سے خوب لڑائی کی جن کی وجہ سے وہ اس فراڈ سکیم کے ممبر بنے تھے۔ ان لڑائیوں سے طلباء کی کثیر تعداد کو ہسپتالوں کی راہ دیکھنی پڑی

چھٹی وجہ.....ایسی کمپنیاں بالعموم غیر ملکی ہوتی ہیں، اور خود ان ممالک میں ان پر پابندی ہوتی ہے، لیکن غریب یا متوسط ممالک کو لوٹنے کے لیے ادھر کا رخ کر لیتی ہیں، دولت ہتھیانے کے بعد فرار ہو جاتی ہیں۔ ایسی بہت سی کمپنیاں امریکہ اور دوسرے یورپی اور ایشائی ممالک میں یہ کاروبار کر کے لوگوں کا مال لوٹ کر فرار ہو چکی ہیں۔ پاکستان میں بھی ورلڈ ٹریڈنگ نیٹ سکیم، گولڈن کی انٹرنیشنل، شینل کمپنی، بزناس اور ان جیسی دوسری بہت سی کمپنیاں لوگوں کا مال لوٹ کر بھاگ چکی ہیں۔ اور ان کمپنیوں کے اصل مالکان وہ غیر ملکی افراد خصوصاً یہود و نصاریٰ ہوتے ہیں، ان کمپنیوں کے طریقہ واردات کو دیکھتے ہوئے عرب وعجم کے تقریبا تمام علماء ان کے نام نہاد کاروبار اور اس کی رکنیت کو حرام قرار دے چکے ہیں۔ اردو میں تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، نیا جال لائے پرانے شکاری -- گولڈ مائن انٹرنیشنل (gmi) کی فریب کاریاں www.urdumajlis.net...

عرب علماء کے فتاوی کے لیے ملاحظہ فرمائیں

مختصر عن حکم شرکۃ بزناس islamqa.info

...islamqa.info

ہمیں حافظ عثمان یوسف حفظہ اللہ نے بتایا کہ میں بذات خود اس کمپنی میں تین سال کام کرتا رہا ہوں

سب دھوکہ فراڈ ہے اور سراسر حرام کام پر ملوث یہ کمپنی ہے۔حافظ عثمان یوسف صاحب لکھتے ہیں: اس سے بچنا چاہئے اس میں غرر بہت ہے 3 سٹار کے لئے آپ کو 40000 خرچ کرنا پڑتا ہے جو ہم لالچ میں آکر خرچ کر بھی دیتے ہیں۔۔۔5 سٹار کے بعد بھی آپ مستقل ہر ماہ ان کی پراڈکٹ خریدنے کے پابند ہوتے ہیں۔۔۔وہ یہ بات کسی کو بھی شروع میں نہیں بتاتے۔اور بھی بہت سی ان کے سسٹم میں قباحتیں ہیں۔

شیخ الحدیث احمد صدیق مدیر کلیۃ القرآن بونگہ بلوچاں لکھتے ہیں: غرر، جہالت اور سود ساری قباحتیں اس میں موجود ہیں۔فضیلۃ الشیخ محمد عرفان صاحب لکھتے ہیں کہ میرے ساتھ ٹائنز کے بھکر کے ضلعی انچارج کی کافی بحث ہوئی تھی اور وہ پوری ٹیم کے ساتھ آیا تھا لیکن جب اس کا طریقہ واردات پوراسن کر اس سے چند سوالات کئے تو پھر آنے کا کہہ کر چلا گیا اور آج تک واپس نہیں آیا۔۔۔وللہ الحمد اپنے علاقہ کے بے شمار نوجوانوں کو ان کے چنگل سے چھڑایا ہے اور جنھوں نہیں چھوڑا تھا ول لاکھوں کا نقصان کروا کر اب چھوڑ چکے ہیں۔

عبداللہ سیاف کی کتاب ٹائنز انٹرنیشنل کا مطالعہ کریں اس کے ٹائٹل پر یہ لکھا ہوا ہے: ٹائنز انٹرنیشنل دھوکہ وفریب، سود قمار، جھوٹ۔یہ کتاب دارلاندلس لاہور سے شایع ہوئی ہے اور عام متداول ہے۔[یہ بحث علماء اہل الحدیث ورٹس اپ گروپ پر ہوئی ہے]

نوٹ: جب ٹائنز کمپنی کے کسی ممبر سے بات ہوتی ہے تو وہ آگے سے کہتے ہیں کہ اس کے صحیح ہونے پر مفتیوں کے فتوے موجود ہیں جب انھیں کہا جائے کہ کسی کا نام لو! تو وہ کسی بچے کا نام لیتے ہیں جو مدرسہ سے بھاگا ہوا ہوتا ہے اور ٹائنز کی لعنت میں پھنسا ہوا ہوتا ہے پھر افسوس کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو خود ہی مفتی بنا دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔جب ہم ان مفتیوں سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ آگے سے کہتے ہیں کہ میں تو امام مسجد ہوں مفتی نہیں ہوں۔۔۔مجھے کس نے مفتی بنا دیا ہے۔پاکستان میں کوئی ایک بھی سلفی معتبر مفتی صاحب اس سودی کمپنی کی حمایت نہیں کرتا۔۔۔بعض مولوی حضرات بھی اس میں پھنسے ہوئے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں انھیں اللہ تعالی سے ڈرنا چاہئے۔۔۔کہ ہم لوگوں کو کس چیز کی طرف لے جا رہے ہیں۔

اِسلامک بُک کمپنی کی طرف سے قارئین کی خدمت میں انمول تحفہ

پین قرآن

18 قاری حضرات کی آواز میں تلاوت

- علی عبدالرحمٰن الحذیفی
- عبدالباسط عبدالصمد
- مشاری بن راشد الافاسی
- احمد العجمی
- صلاح البدیر
- محمد العلیمی الدخیل
- سعد الغامدی
- محمود الحصاری
- عبداللہ اواد المحانی
- محمد صدیق المنشاوی
- ماہر بن حامد المعیقلی
- عبدالرحمٰن السدیس
- محمد ایوب
- برکت اللہ سلیم
- عبداللہ ابن علی بسفر
- ابراہیم احمد میر محمدی (ورڈ بائی ورڈ)
- صلاح بخاتر
- وحید ظفر قاسمی

25 زبانوں میں تراجم

- آذربائیجانی
- بنگالی
- بوسینان
- چائنیز
- دری
- اردو
- انگلش
- فرنچ
- جرمن
- گجراتی
- انڈونیشین
- کزخ
- کردش
- مالا ایلم
- ملائیشین
- مراٹھی
- پرشین
- پشتو
- پورٹوگیس
- رشین
- صومالی
- سپینش
- تمیل
- ترکش
- ازبک

بکس

- نورانی قاعدہ (عربی، اردو)
- صحیح البخاری (عربی، اردو، انگلش)
- حصن المسلم (عربی، اردو)
- ریاض الصالحین (اردو)
- اربعین النووی (اردو)
- حج وعمرہ گائیڈ
- کڈز بکس بنڈل (6 بکس)
- ٹاکنگ ڈکشنری (ملٹی لنگویج نیو بکس)
- ٹاکنگ ڈکشنری (میلیورژن)

قرآن تفسیر

- ☆ تفسیر جلالین (عربی) ☆ قرآن تفسیر (صومالی)
- ☆ تعلیم القرآن (اردو) ڈاکٹر فرحت ہاشمی
- ☆ تفہیم القرآن (اردو) سید عبدالاعلیٰ مودودی
- ☆ بیان القرآن (اردو) ڈاکٹر اسرار احمد

☆ 300 آڈیو لیکچر اردو (ڈاکٹر فرحت ہاشمی) صرف 8GB & 12GB & 16GB

نیز قرآن پاک اور تمام عربی کتب، بیروتی کتب، درسی کتب، ادبی کتب کا ہول سیل مرکز کتابیں وغیرہ بذریعہ ڈاک منگوانے کی سہولت موجود ہے۔

ملنے کا پتہ

اِسلامک بُک کمپنی
امین پور بازار بالمقابل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان 041-2647308 - 0321-6607308
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان 0333-6607308 - 0300-8658535
e-mail: islamicbookcompany@gmail.com

قارئین کرام! مجلہ "المحمدیہ" خود پڑھئے..... دوست واحباب کو تحفہ میں دیجئے یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْك
آسان عمرہ پیکج
محمد عظیم
0301-6131916
محمد جواد احمد
0346-8824168
0302-9847137
اہلیان حاصل پور کی سہولت کیلئے ایک منفرد آسان عمرہ پیکج
سستا ترین عمرہ پیکج اسلام کے اصولوں کے عین مطابق
2000 روپے ماہانہ آسان شرائط میں عمرہ کی سعادت حاصل کریں
کُل ممبران 400
کُل اقساط 50
ماہانہ قسط 2000
بہترین سفری سہولیات
بہترین رہائش
تمام ائرلائنز کی ٹکٹ ○ ویزہ پروسیسنگ ○ وزٹ ویزہ ○ حج وعمرہ
اور ورکنگ ویزہ کی معلومات کے لیے تشریف لائیں
الفردوس ٹریولز ٹورز
کلب روڈ دکان نمبر 7
حاصل پور
062-2441179
alfirdoustours@gmail.com

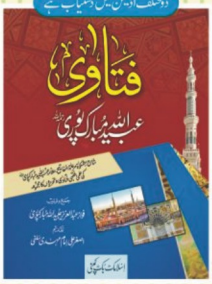

شارح مشکوٰۃ مرعاۃ المفاتیح، علامہ عبداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ کی علمی وفقہی فتاوی وتحریروں کا مجموعہ

جمع وترتیب
فواز عبدالعزیز عبیداللہ مبارک پوری

تقدیم
اصغر علی امام مہدی سلفی

فتاوی عبداللہ مبارک پوری رحمہ اللہ

جلد اول، دوم

ملنے کا پتہ

اسلامک بک کمپنی
امین پور بازار بالمقابل بینک آف پنجاب فیصل آباد پاکستان 0321-6607308 - 041-2647308
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان 0300-8658535 - 0333-6607308
e-mail: islamicbookcompany@gmail.com